

مدنی فلاجی ریاست کی بنیادیں

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤوف ظفر

پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد اختر*

ABSTRACT

Islam is a religion of peace, sacrifice, welfare, sympathy and service to the community. Islam focuses on the welfare of society and betterment of humanity. An analysis of Islamic teaching shows that one-fourth of these is about belief and worshipping whereas three-fourths are about dealings with others. According to Islamic teachings the important aspects of a society include but not limited to: right of life, life security, safety and care of self-respect, right of justice and human equality etc. The welfare of society in the days of Holy Prophet (SAW) was based on the Quranic principle that Allah created mankind from one male and one female. Therefore, all the people are equal. Similarly, people used to spend money in the way of Allah and service to the community during the days of Holy Prophet (SAW). The Holy Prophet (SAW) has asked people to serve each other, spend money for helping needy people and work collectively for the uplift of society. After Hijrah, The Prophet (SAW) established a state where the governing principle was welfare of humanity. These are the main guidelines to be followed forever, till the day of judgement

Keywords: اسلام، امن، ویٹھیر، خدمت، بھرت، انسانیت

* چیئر مین شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، لاہور کیمپس

** سابق چیئر مین شعبہ اصول الدین، جامعہ کراچی

اسلام امن، سلامتی، صلاح و فلاح، ایثار و ہمدردی، غم خواری، غم گساری اور خدمتِ خلق کا دین بن جاتا ہے جس کا پیغام فلاح معاشرہ اور اصلاح انسانیت ہے۔ اسلامی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے تو اس میں ایک چو تھائی حصہ عقائد و عبادات کا ہے جب کہ تمیں چو تھائی توجہ معاملات پر ہے۔ خیر الناس من ینفع الناس کے مصدق اُبھریں افراد وہی ہیں جو دوسرے انسانوں کی خیر خواہی اور نفع مندی کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ ایک مسلم معاشرہ کے افراد خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار ہوتے ہیں اور اسلامی ریاست کے ادارے اور ملازمین بھی رفاه عامہ اور عوامی فلاح و بہبود کی تدبیر پر عمل پیراد کھائی دیتے ہیں جس میں حق طلبی سے زیادہ فرائض کی ادائی کا جذبہ کار فرماتا ہے۔

مدنی ریاست کے کلیدی محکمات و پہلو

اسلام امن و آشنا کا نہ ہب ہے جو دنیا میں صحتِ مند معاشرہ کی تشکیل چاہتا ہے۔ اس کی تعلیمات میں جا بجا اسی کا پر چار نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو بنی نوع آدم کی ذہنی، فکری و عملی اصلاح کی طرف توجہ کے ساتھ ساتھ اسی مقصدِ عظیم کے لیے مبعوث کیا اور تمام مبعوثین کا دین اسلام ہے۔ جنہوں نے دنیا میں اس پیغام کو پہنچایا اور اپنی عملی زندگی سے حکم ربی کا حق ادا کر دیا۔ اسلام کی تعلیمات میں اسلامی معاشرہ کی مختلف جہتوں اور پہلوؤں کو اسلام نے درج ذیل نکات پر واضح کیا ہے جن کو مقاصدِ شریعت بھی کہا جاتا ہے۔

1- حق زندگی

ان میں اولین چیز زندہ رہنے کا حق اور انسانی جان کے احترام کا فرض ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَانَهَا قَتْلَ النَّاسَ جَمِيعًا﴾⁽¹⁾

”جس شخص نے کسی ایک انسان کو قتل کیا، بغیر اس کے کہ اس سے کسی جان کا بدلہ لینا ہو یا وہ زمین میں فساد برپا کرنے کا مجرم ہو، اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔“

2- تحفظ جان

﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَانَهَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا﴾⁽²⁾

¹- المائدہ: ۵۹

²- ایضاً

”اور جس نے کسی نفس کو بچایا، اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخشی۔“
اسلام میں کسی بھی صورت میں خود کشی کا جواز نہیں ملتا۔ یعنی اسلام اپنے حلقہ میں آنے والوں سے یہ عہد لیتا ہے کہ حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں آپ اپنی زندگی ختم نہیں کر سکتے ہیں چنانکہ آپ کسی دوسرے سے زندگی کا حق چھین کر اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیں۔

3۔ تحفظ عزو شرف

اسلام کے دیے ہوئے انسانی حقوق میں یہ ہے کہ عورت کی عصمت بہر حال محترم ہے، خواہ وہ اپنی قوم کی ہو یا دشمن قوم کی۔ مسلمان کسی حالت میں بھی اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ اس کے لیے نہ صرف زنا کو حرام قرار دیا ہے بلکہ زنا کے مقدمات سے بھی منع کیا گیا ہے۔

قرآن مجید کے الفاظ ہیں ﴿وَلَا تَقْرُبُوا الرِّبْنَى﴾⁽¹⁾ یعنی زنا کے قریب بھی نہ پہنچو، اور مزید برآں اس فعل کی سزا مقرر کر دی گئی ہے۔ یہ حکم کسی شرط کے ساتھ مشروط نہیں ہے۔ عورت کی عصمت پر ہاتھ ڈالنا ہر حالت میں حرام ہے اور کوئی مسلمان اس فعل کا ارتکاب کر کے سزا سے نہیں نفع سکتا، خواہ دنیا میں سزا پائے یا آخرت میں۔ عورت کی عصمت کے احترام کا یہ تصور اسلام کے سوا کسی دوسری تہذیب میں نہیں پایا جاتا۔

قرآن مجید میں صاف حکم ہے کہ ﴿لَا يَسْخُرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ﴾⁽²⁾ ”لوگ ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑائیں۔“ ایک دوسرے کی تضییک نہ کریں۔ ﴿وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ﴾⁽³⁾ ”اور تم آپس میں ایک دوسرے پر چوٹیں نہ کرو۔“ پھبٹیاں نہ کسو، الزام نہ دھرو، طعنہ نہ دو، کھلم کھلایا زیر لب یا اشاروں سے اس کی تذلیل نہ کرو۔ ﴿وَلَا تَنَاهُوا بِالْأَقَابِ﴾⁽⁴⁾ ”ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔“ ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾⁽⁵⁾ ”اور تم میں سے کوئی کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی نہ کرے۔“

¹- الاسراء 32:17

²- الحجرات 11:49

³- ايضاً

⁴- ايضاً

⁵- الحجرات 12:49

4۔ سائل و محروم کا حق

قرآن مجید میں یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ ﴿وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلْسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾⁽¹⁾ ” اور مسلمانوں کے مالوں میں مدد مانگنے والے اور محروم رہ جانے والے کا حق ہے۔ ” تو اس حکم کے الفاظ بجاۓ خود مطلق ہیں۔ پھر یہ حکم مکہ میں دیا گیا تھا جہاں کوئی مسلم معاشرہ باقاعدہ بنائی نہ تھا اور بالعموم مسلمانوں کو غیر مسلم آبادی ہی سے سابقہ پیش آتا تھا۔ اس لیے آیت کا صاف مطلب یہی ہے کہ مسلمان کے مال پر ہر مدد مانگنے والے اور ہر محروم رہ جانے والے انسان کا حق ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ اپنی قوم یا اپنے ملک کا ہو یا کسی دوسری قوم، ملک یا نسل سے تعلق رکھتا ہو۔

5۔ حق حریت

اسلام میں کسی آزاد انسان کو پکڑ کر غلام بنانا یا اسے بیچ دینا قطعی حرام قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صاف الفاظ یہ ہیں کہ تین قسم کے لوگ ہیں جن کے خلاف قیامت کے روز میں خود مستغیث (استغاثہ پیش کرنے والا) ہوں گا۔ ان میں ایک وہ شخص ہے جو کسی آزاد انسان کو پکڑ کر بیچے اور اس کی قیمت کھائے (رجل باع حرا فاکل ثمنہ)⁽²⁾ اس فرمان رسول ﷺ کے الفاظ بھی عام ہیں۔ ان کو کسی قوم یا نسل یا ملک وطن کے انسان کے ساتھ مخصوص نہیں کیا گیا ہے۔

6۔ انصاف کا حق

یہ ایک بڑا ہم حق ہے جو اسلام نے انسان کو بحیثیت انسان عطا کیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے:

﴿وَلَا يَجِرِّمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا﴾⁽³⁾

”کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ تم انہیں مسجد الحرام سے روک کر تم ناروازیادتی کرنے لگو۔“

¹- الذاريات 19:51

²- البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، مکتبۃ دار السلام، الریاض، 1998ء، کتاب البیوع، باب

اشم من باع حرا، رقم الحدیث: 2227

³- المائدۃ 2:5

آگے چل کر پھر فرمایا:

﴿ وَلَا يَجِدُ مَنْكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَيْ أَلَا تَعْدِلُوا إِعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَإِنَّ اللَّهَ هُوَ أَنَّ اللَّهَ حَسِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴾⁽¹⁾

”اور کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرو یہی تقویٰ سے قریب تر ہے۔“

7- انسانی مساوات

اسلام نہ صرف یہ کہ کسی امتیاز رنگ و نسل کے بغیر تمام انسانوں کے درمیان مساوات کو تسلیم کرتا ہے بلکہ اسے ایک اہم اصول حقیقت قرار دیتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعْرَفُوا إِنَّ أَكْرَمُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَنُكُمْ ﴾⁽²⁾

”اے لوگو! ابے شنک ہم نے تمہیں ایک مذکور اور موئٹ سے پیدا کیا اور ہم نے تمہیں گروہ اور قبائل میں بنیا تاکہ ایک دوسرے کو پیچاں سکیں۔ یقیناً تم میں اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے۔“

اس مضمون کو رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں بیان فرمایا ہے:

(أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبٍ عَلَى أَعْجَمٍ وَلَا لِعَجَمٍ عَلَى عَرَبٍ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ..... كُلُّكُمْ بَنُو آدَمَ ، وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ)⁽³⁾

”کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے، نہ عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے۔ نہ گورے کو کالے پر اور نہ کالے کو گورے پر کوئی فضیلت ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔“

¹- المائدۃ 2:5

²- الحجرات 13:49

³- هیشمی، علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد، مکتبۃ القدسی، قاهرۃ، ۱۹۹۴ء، 3:66، 8:84

8۔ نیکی میں تعاون بدی سے اجتناب

اسلام نے ایک بڑا اہم قاعدہ کلیہ یہ پیش کیا ہے:

﴿وَتَعَاوُنُوا عَلَيَ الْبِرِّ وَالْتَّقْوَى وَلَا تَعَاوُنُوا عَلَيَ الْإِثْمِ وَالْعُدُوانِ﴾⁽¹⁾

”نیکی اور پر ہیز گاری میں تعاون کرو، بدی اور گناہ کے معاملے میں تعاون نہ کرو۔“

9۔ غیر مقاتلين کے حقوق

اسلام میں سب سے پہلے دشمن ملک کی مقاتل (Combatant) اور غیر مقاتل (Non-Combatant) آبادی کے درمیان فرق کیا گیا ہے۔ جہاں تک غیر مقاتل آبادی کا تعلق ہے (یعنی جو لڑنے والی نہیں ہے یا لڑنے کے قابل نہیں ہے مثلاً عورتیں، بچے، بوڑھے، بیمار، اندھے، اپاچ وغیرہ) اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی ہدایات یہ ہیں:

(لا تقتلوا شيخاً فانياً ولا طفلاً صغيراً ولا إمراة)⁽²⁾

”کسی بوڑھے، کسی بچے اور کسی عورت کو قتل نہ کرو۔“

(لا تقتلوا الولدان واصحاب الصوامع)⁽³⁾

”بچوں اور خانقاہ نشین را ہبھوں کو قتل نہ کرو۔“

جنگ میں ایک موقع پر حضور ﷺ نے ایک عورت کی لاش دیکھی (فَنَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ)⁽⁴⁾ ”عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کر دیا۔“

10۔ بد عہدی کی سخت ممانعت

اسلام میں بد عہدی کی بھی سختی سے ممانعت کر دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نوجوں کو سختی و قت جو ہدایات

¹- المائدۃ: 5:2

²- ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، مکتبۃ دارالسلام، الریاض، 1998ء، کتاب الجهاد، باب فی دعاء المشرکین، رقم: 2614

³- مجمع الزوائد، 5:316

⁴- صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب قتل النساء فی الحرب، رقم الحدیث: 3015

دیتے تھے، ان میں سے ایک یہ تھی کہ لا تغدر وا⁽¹⁾ ”بد عہدی نہ کرنا۔“

قرآن مجید اور احادیث میں اس حکم کا بار بار اعادہ کیا گیا ہے کہ دشمن اگر عہد و پیمان کی خلاف ورزی کرتا ہے تو کرے لیکن تم کو اپنے عہد و پیمان کی خلاف ورزی کبھی نہ کرنا چاہیے۔

11- مال کا تحفظ

رسول اللہ ﷺ نے جیتے الوداع کے موقع پر جو تقریر فرمائی تھی اس میں فرمایا تھا کہ تمہاری جانیں اور تمہارے مال ایک دوسرے پر قیامت تک کے لیے حرام ہیں۔ (إِنَّ دِمَاءَكُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةً يَوْمَكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، أَلَا هَلْ بَلَغْتُ)⁽²⁾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ يَئِنَّكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾⁽³⁾ ”ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو۔“ اسلام نے تمام ناجائز و حرام ذرائع آمدن پر پابندی لگارکھی ہے اور ہر وہ معاملہ جو ظلم پر مشتمل ہو اس کو حرام قرار دیا اور اہل اسلام کو اس سے منع کر دیا۔

12- نجی زندگی کا تحفظ

اسلام اپنی مملکت کے ہر شہری کا یہ حق قرار دیتا ہے کہ اس کی نجی زندگی میں کوئی ناروا مداخلت نہ ہونے پائے۔ قرآن مجید کا حکم ہے: ﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾⁽⁴⁾ ”ایک دوسرے کے حالات کا تجسس نہ کرو۔“ ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيوْتًا غَيْرَ بُيوْتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا﴾⁽⁵⁾ ”اپنے علاوہ لوگوں کے گھروں میں ان کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہو۔“

13- قضاۃ کی غیر جانبداری

قرآن کا صاف حکم ہے: ﴿وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعُدْلِ﴾⁽⁶⁾ ”اور جب تم لوگوں کے

¹- مسلم بن حجاج، الجامع الصحيح، دار احیاء التراث العربي، بیروت، (س ن)، کتاب الجهاد والسیر، باب تامیر الامراء الإمام على البعث، رقم: 1731

²- صحيح البخاري، کتاب الحج، باب الخطبة ایام منی، رقم: 1741

³- البقرہ 188:2

⁴- الحجرات 12:49

⁵- النور 27:24

⁶- النساء 58:4

در میان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (وَإِنَّمَا لَوْلَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَتْ يَدَهَا) ^(۱)

”اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (ؑ) چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔“

14- مذہبی دل آزاری سے تحفظ کا حق

آزادی اعتقاد و آزادی ضمیر کے ساتھ اسلام نے لوگوں کو یہ حق بھی دیا ہے کہ ان کی مذہبی دل آزاری نہ کی جائے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

﴿وَلَا تَشْبُهُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ ^(۲)

”جن معبدوں کو یہ مشرکین اللہ کے سوا پکارتے ہیں، ان کو گالیاں نہ دو۔“

15- ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا حق

اسلام کے دیے ہوئے حقوق میں سے ایک ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهَرُ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلِمَ﴾ ^(۳)

”اللہ برائی کے ساتھ آواز بلند کرنا پسند نہیں کرتا سوائے اس شخص کے جس پر ظلم کیا گیا ہو۔“

عہد رسالت اور فلاح معاشرہ

دین اسلام نے انسانوں کے بارے میں جو آفاقی وابدی نظریہ دیا ہے اس میں پیدائش کے لحاظ سے وحدت انسانیت کا تصور ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِيلَ لِتَعَاوَرُفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَلَكُمْ﴾ ^(۴)

¹- صحيح البخاري، كتاب الحدود، باب كراهة الشفاعة، رقم الحديث: 2523

صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره، رقم الحديث: 1114

²- الانعام: 6: 108

³- النساء: 4: 148

⁴- الحجرات: 9: 13

”اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مذکر اور موئٹ سے بیدا کیا اور ہم نے تمہیں گروہ اور قبائل میں بنایا تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔ یقیناً تم میں اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے۔“

اسلام نے تمام انسانوں کو بغیر کسی نسل، وطن اور قومی تفریق کے خطاب فرمایا ہے۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(الْخَلْقَ كَلَّهُمْ عِيَالُ اللَّهِ، فَأَحَبَّ خَلْقَهُ إِلَيْهِ، أَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهِ) ^(۱)

”تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے سوان میں سے اللہ کو سب سے زیادہ پیارا وہ شخص ہے جو اپنی عیال کو زیادہ نفع پہنچانے والا ہے۔“

عہد رسالت کے نظام کا مشاہدہ کیا جائے تو اتفاق فی سبیل اللہ اور خدمت خلق کی کارروائیوں اور سرگرمیوں کا بھرپور اندازہ ہوتا ہے۔ اسلام میں اس نوع کی تمام رواداری، رفاهی، اصلاحی اور سماجی سرگرمیوں کا مقصدود اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا حصول ہے۔ نمود و نمائش سے خدمت خلق کا اجر و ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ عہد رسالت میں فلاج معاشرہ کا تصور خالصتاً رضائے الٰہی اور حکم خداوندی کے عین مطابق تھا کیونکہ نبی کریم ﷺ سے اللہ کی وحی کے خلاف کوئی فعل سرزد نہ ہوتا تھا۔

ارشادات باری تعالیٰ ہیں:

﴿الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوْكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً وَهُوَ الْعَزِيزُ
الْغَفُورُ﴾ ^(۲)

”جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تاکہ تم لوگوں کو آزمائ کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے اور وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ ^(۳)

¹- بهقی، احمد بن حسین، شعب الایمان، مکتبۃ الرشد، الریاض، 1423ھ، 9:521.

²- الملک 2:67

³- انج 77:22

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! رکوع اور سجدہ کرو، اپنے رب کی بندگی کرو اور نیک کام کرو شاید کہ تم کو فلاح نصیب ہو۔“

﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ يُعِلِّمُ﴾⁽¹⁾

”تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (خدا کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز رکھتے ہو اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ اس سے بے خبر نہ ہو گا۔“

﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيَّانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مُّمِّا أُوتُوا وَلَا يُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِيهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾⁽²⁾

”(اور وہ ان لوگوں کے لیے بھی ہے) جو ان مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لاء کردار الہجرت میں مقیم تھے۔ یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں اور جو کچھ بھی ان کو دے دیا جائے اس کی کوئی تنگی تک یہ اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود متناج ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔“

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾⁽³⁾

”اور اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔“

درج بالا آیات کی طرح ایسی سیکڑوں نصوص ہیں کہ جن کی عملی شکل آپ ﷺ کی عملی زندگی تھی۔ ان احکام اور آیات کا نقشہ ہمیں عہد رسالت میں کمی دور کے تیرہ سالوں اور مدنی عہد کے دس سالوں میں نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

احادیث میں فلاجی معاشرے کا تصور اچھی طرح اجاگر کیا گیا ہے جو درج ذیل ہے:

¹-آل عمران: 92:3

²-الحضر: 9:59

³-الدھر: 8:76

آپ ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ خَلْقًا حَوَائِجَ النَّاسِ، يَفْزُغُ النَّاسُ إِلَيْهِمْ فِي حَوَائِجِهِمْ،
أُولَئِكَ الْأَمْنُونَ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ) ^(۱)

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو انسانی ضروریات کے لیے پیدا کیا کہ ضرورت کے وقت عام لوگ اپنی ضرورت پیش کریں اور وہ ان کو پورا کریں۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف رہیں گے اور امن کی زندگی بسر کریں گے۔“

(إِنَّ اللَّهَ أَقْوَامًا اخْتَصَّهُمْ بِالنُّعَمَ لِنَافِعِ الْعِبَادِ، يَقْرَهُمْ فِيهَا مَا يَبْذَلُونَهَا فَإِذَا
مَنْعُوهَا نُرِعَهَا مِنْهُمْ فَحَوْلُهَا إِلَى غَيْرِهِمْ) ^(۲)

”بہت سی قوموں کو اللہ تعالیٰ بڑی بڑی نعمتیں اس لیے مرحمت فرماتا ہے کہ وہ لوگوں کی خدمت کریں اور ان کی ضرورتیں پوری کریں، خوشی سے یہ کام انجام دیتے رہیں۔ نہ اس سے آکتا گیں اور نہ گھبرائیں اور جب وہ لوگ خدمت سے تنگ ہو کر آتا جائیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ان نعمتوں کو ان سے چھین کر دوسروں کے حوالے کر دے گا۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

(عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوا: إِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: فَيَعْمَلُ بِيَدِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ
وَيَنْصَدِّقُ قَالُوا: إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: فَيُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ
قَالُوا: إِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ أَوْ قَالَ: بِالْمَعْرُوفِ قَالَ: إِنْ لَمْ يَفْعَلْ?
قَالَ: فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ إِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ) ^(۳)

”ہر مسلمان پر صدقہ ضروری ہے۔ عرض کیا گیا کہ اگر وہ کچھ بھی نہ پائے؟ فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کر کے اپنی ذات کو نفع پہنچائے اور صدقہ کرے۔ کہا گیا کہ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہوتی؟“

¹- طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الكبير، مکتبۃ ابن تیمیۃ، قاهرۃ، س ن ، 358:12

²- المعجم الكبير: 207:13

³- البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب کل معروف صدقۃ، رقم الحدیث: 6022

فرمایا: فریدی، مظلوم اور حاجت مند کی اعانت کرے۔ کسی نے عرض کیا کہ اگر یہ بھی ہمت نہ ہو تو؟ فرمایا: نیک اور بھلائی کی بات لوگوں کو بتائے۔ کہا اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ تو فرمایا: شرارت اور تکفیف پنچانے سے باز رہے، یہی اس کے حق میں صدقہ ہے۔“

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
(أَطْعُمُوا الْجَائِعَ، وَعُودُوا الْمَرِيضَ، وَفُكُّوا الْعَانِي) ^(۱)

”بھوکے کو کھانا کھلاو، بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کی رہائی کا سامان کرو۔“

مدنی معاشرہ میں فلاج معاشرہ کی بنیادیں

ہجرت کے بعد اسلامی ریاست کے باقاعدہ نمودار دور تھا اور اسلامی ریاست کی بنیاد ہجرت کے ساتھ ہی پڑھکی تھی۔ مدینہ میں آکر نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے احکام کے پیش نظر اصلاحی و فلاجی معاشرہ قائم کیا جس کے رہتی دنیا تک اثرات مرتب ہوئے اور مدینہ میں کیے گئے فلاجی کاموں کی بنیادیں قیامت تک معاشروں کے لیے تعمیر انسانیت کا سامان فراہم کرتی رہیں گی۔

ہجرت کے بعد نبی اکرم ﷺ کے مدینہ میں فلاجی کام درج ذیل ہیں:

1- مسجد قباء کی تعمیر

نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد سب سے پہلا فلاجی مرکز مسجد قباء تعمیر کروایا۔ یہاں آپ ﷺ نے چند روز قیام کے بعد 12 ربیع الاول 13 نبوی کو مسجد قباء کی بنیاد رکھی اور اس کا خیر میں آپ ﷺ نے خود حصہ لیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ایک پتھر لا کر قبلہ رخ رکھا۔ آپ ﷺ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایک پتھر رکھا۔ اس کے بعد دیگر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے پتھر لا کر رکھنا شروع کیے اور تعمیر کا سلسہ جاری ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ ﷺ بھی بھاری پتھر اٹھا کر لاتے اور بسا اوقات پتھر اٹھانے کی غرض سے شکم مبارک سے لگایتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرتے یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ رہنے دیں، ہم اٹھائیں گے، تو آپ ﷺ قبول نہ فرماتے۔^(۲)

مسجد قباء اصلاحی، مذہبی اور فلاجی ادارہ تھا کہ جس میں ایک مقصد کے لیے تمام مسلمان اکٹھے ہوتے اور

¹- البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاطعمة، رقم: 5373

²- کاندھلوی، محمد ادریس، سیرت مصطفیٰ ﷺ، کتب خانہ مظہری، کراچی، س، ن، 385:1

اجماعت کی شکل بننی۔ اجتماعت میں ہی فلاجی سوچ پر وان چڑھتی ہے، گویا یہ مدینہ میں فلاجی اجتماعت کی بنیاد تھی۔

2- مسجد نبوی کی تعمیر

مسجد قباء کی تعمیر کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے اللہ کے حکم سے مدینہ میں مسجد کے لیے ایک جگہ منتخب کی۔ یہ جگہ سهل اور سہیل نامی دو یتیم لڑکوں کی تھی۔ یہ لڑکے حضرت اسد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی کفالت میں تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں بلا کریہ زمین فروخت کرنے کا فرمایا۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم اس کی قیمت اللہ تعالیٰ سے ہی لیں گے اور آپ ﷺ کی خدمت میں بطور ہبہ بلا قیمت پیش کرتے ہیں، لیکن آپ ﷺ نے ہدیہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس کی قیمت دے کر مسجد کی تعمیر شروع کرائی۔ مسجد کی تعمیر میں آپ ﷺ نے خود شرکت کی۔ اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے اور شعر پڑھتے:

هَذَا الْحَمْلُ لَا حَمَالٌ خَيْرٌ هَذَا أَبْرُ رَبَّنَا وَأَطْهَرٌ

وَيَقُولُ:

اللَّهُمَّ لَا خَيْرٌ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ فَارْحَمْ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ^(۱)

” یہ بوجھ اٹھنا (آخرت کے لیے ہے) یہ خیر کا بوجھ اٹھانا نہیں۔ اے ہمارے رب! یہ بوجھ اٹھانا بہت بڑی نیکی کا کام ہے اور بہت پاکیزہ عمل ہے۔ اے اللہ! آخرت کی خیر کے سوا کوئی خیر نہیں پس انصار اور مہاجرین پر رحم کر۔“

مسجد نبوی وہ فلاجی ادارہ تھا کہ جس میں مسلمانوں کے اجتماعی فیصلے اور فلاج و بہبود کے تمام کام سرانجام دیے جاتے تھے۔ یہ وہ فلاجی مرکز تھا جس میں عامۃ المسلمين کے علاوہ غیر ملکی و فود کا دورہ بھی ہوتا اور ان مہمانوں کو مسجد نبوی میں ہی ٹھہرایا جاتا۔ اسی طرح مسلمانوں کے دیگر اجتماعی معاملات بھی اسی فلاجی مرکز میں طے پاتے تھے۔

3- مواخات

متنزکہ بالادو مساجد کی تعمیر کے بعد مہاجرین کی اقامت کا مسئلہ تھا۔ آپ ﷺ نے فلاجی تدبیر کے ساتھ مہاجرین کو انصار مدینہ کے ساتھ مواخات کے رشتہ سے پیوستہ کر دیا کہ ایک انصاری ایک مہاجر کا بھائی بن جائے اور اسے اپنے مال و آبرو میں حصہ دے۔ اس طرح یہ عظیم فلاجی منصوبہ کامیاب ہوا۔ مہاجرین اکثر خالی ہاتھ

¹- البخاری، الجامع الصحيح، کتاب المناقب، باب هجرة النبي ﷺ واصحابہ الى المدينة، رقم: 3906

بے سروسامانی کے عالم میں صرف اپنا جسم و جان سلامت لے کر آئے تھے۔ اکثر کے گھر بار، بال بچے اور بیویاں بھی اپنے علاقوں اور بستیوں میں رہ گئی تھیں یا کفار نے چھین لی تھیں۔ ایسے حالات میں اتنے بے سروسامان لوگوں کا مدینہ کی چھوٹی سی بستی میں آجنا مسلمانوں اور حکومت کے لیے گمبھیر سلسلہ تھا۔ آپ ﷺ نے اسے موآخات کے ذریعے حل کیا۔ موآخات کا مطلب ہے ایک دوسرے کو باہمی بھائی بنانا۔

آپ ﷺ نے انصار کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر جمع کیا اور فرمایا:

”ہر شخص ایک مہاجر کو لے، دونوں مل کر کام کریں اور کمائیں اور مل کر کھائیں۔ انصار نے ایثار کیا، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہماری آدمی زمینیں مہاجرین کو مستقل طور پر دے دیجیے۔ لیکن خود دار مہاجرین نے یہ قبول نہ کیا اور کہا غیر مزروعہ زمینیں انہیں دے دیں اور پیداوار کا ایک بڑا حصہ بطور اجرت لے لیا کریں۔“^(۱) انصار نے ایک مہاجر کو ایک انصاری کا بھائی بنائے جانے کے فرمان نبوی کو انتہائی خوش دلی سے قبول کیا اور اس طرح سیکڑوں بے روزگاروں کا مسئلہ ایک دن میں حل ہو گیا۔ اس موآخات میں کافی عرصے تک باہمی و راثت بھی چلتی رہی پھر یہ سلسلہ وحی سے منسوخ کر دیا گیا۔

موآخات کے اس فلاحتی منصوبے کے ذریعے آپ ﷺ نے نو زائدہ اسلامی حکومت میں آمدہ مہاجرین کا معاشی، معاشرتی اور سیاسی مسئلہ حل کر لیا۔ مدینہ کے معاشرہ میں باہم فلاحتی تعاون کی یہ پہلی مثال ہے جو آپ ﷺ نے موآخات سے قائم کی۔

4- میثاقِ مدینہ

مہاجرین و انصار کے موآخات کے بعد شہر کی بقیہ آبادی کی تنظیم کی طرف توجہ دی گئی۔ چونکہ مدینہ میں مختلف اقوام و قبائل اقامت پذیر تھے۔ ضروری تھا کہ ایسے معاشرہ میں امن و آشتوں کے لیے اقدامات کیے جاتے۔ آپ ﷺ نے اقوام مختلفہ کے درمیان ایک فلاحتی معاہدہ کیا اور یہ دنیا کا پہلا معاہدہ اور فلاحتی دستور تھا جو لوگوں کے درمیان رواداری، برابری، ایک دوسرے کی سلامتی اور امن و عافیت کے لیے کیا گیا تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ان کے والد کے مکان میں سارے مسلم وغیر مسلم قبائل کے نمائندوں کا اجتماع ہوا اور آنحضرت ﷺ کی تجویز پر سب متفق ہو گئے کہ یہ دنی میں حملوں کے دفاع اور اندر ورنی جھگڑوں کے تصفیہ وغیرہ کے لیے شہر میں ایک تنظیم عمل میں لاٹی جائے اور ایک شخص کو بطور حاکم اعلیٰ معین کیا

¹- ابن سعد، محمد ، الطبقات الکبریٰ مکتبۃ العلوم والحكم، مدینۃ المنورۃ، 1408ھ، 1: 123.

جائے۔ حقوق و فرائض تحریری طور پر مرتب کیے گئے۔⁽¹⁾

یہ دستاویز جو کسی مملکت کے لیے تحریری طور پر مدون کیے ہوئے دستور کی دنیا میں پہلی مثال اور اجتماعی معاهدہ تھی، اس کی 53 شقیں تھیں۔

بیشاق مدینہ کی دفعات رواداری، مذہبی آزادی اور حسن تعاون پر مبنی تھیں اس لیے مدینہ کے اندر رہنے والی اقوام مختلف یہودی اور دیگر غیر مسلموں کے پاس بے اعتباری کی کوئی وجہ نہ تھی۔ ان دفعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام دنیا میں انسانی فلاح کا کس قدر خواہاں ہے۔ دنیا میں معاشروں کے درمیان امن و آشتی اور فلاح و یہود کا ماحول بنانے کے لیے موجودہ معاشروں کے لیے بیشاق مدینہ کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔

5۔ صفحہ کا فلاجی ادارہ

مسجد نبوی کی تعمیر کے ساتھ ہی صفحہ کا چبوترہ قائم کر دیا گیا جس میں طالبان علم ہر وقت اکٹھے رہتے اور یہ ادارہ ایک طرح کی اقامتی و فلاجی یونیورسٹی بھی تھی۔ ایسے نئے آئے مہاجرین اور طالب علم جو دین کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے یا مجاہدین جو جہاد کے لیے نکلتے یا انتظار میں رہتے تھے، یہاں آ کر مقیم ہوتے۔ یہ سب لوگ نہایت غریب، بے سہارا اور بے گھر ہوتے تھے۔ یہ لوگ آنحضرت ﷺ کی صحبت میں بیٹھ کر دین کی تعلیم و تربیت لیتے اور اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور بیچتے یادوسری مزدوری ملتی تو بھی کر لیتے۔ بعض اوقات مزدوری نہ ہونے اور کھانے کا بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے بھوکے رہتے۔ ان کی تعداد ستر (70) اور بعض اوقات چار سو (400) تک پہنچ جاتی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (حدیث نبوی کے سب سے بڑے راوی جن سے پانچ ہزار تین سو چھتر 5374) "احادیث مروی ہیں) کا تعلق بھی اصحاب صفحہ سے ہے۔ ان لوگوں کی پرورش اور ضروریات کا خیال نبی ﷺ بقدر استطاعت کرتے تھے۔ کبھی ان کو دودھ پیش کرتے، کبھی کھانا دیتے۔ مدینہ منورہ میں صفحہ کی بنیاد پر آج مسلم معاشرے میں دینی مدرسون اور یتیم خانوں کی شکل میں فلاجی ادارے قائم ہیں۔

6۔ وقف الملاک

نبی کریم ﷺ کی ترغیب سے لوگوں نے بہت سی املاک افادہ عام کے لیے وقف کر دیں۔ مدینہ میں پینے کے پانی کی قلت تھی۔ پھر جو کنوں تھے ان میں سے اکثر یہودیوں کے تھے۔ ان سب سے قریبی کنوں بزرگہ تھا۔ یہ کنوں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے کہنے پر چار ہزار دینار میں اس کے یہودی مالک سے

¹- ابن ہشام، عبدالملک، السیرۃ النبویۃ، مصطفیٰ البابی، مصر، 441: 4375ھ

خرید اور اللہ کے لیے وقف کر دیا۔^(۱)

جب آیت ﴿لَنْ تَنَالُوا الِّبَرَّ حَتَّىٰ تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اپنے مال میں سے سب سے محبوب باغ کے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بارے میں پوچھا آپ ﷺ کے کہنے پر یہ باغ اپنے رشتہ داروں، چپاؤں اور بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔^(۲)

مدینہ منورہ میں اس طرح کے دیگر اوقاف کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ افادہ عام کے لیے وقف کیے جانے والی املاک کا ان لوگوں میں روان تھا اور اس فلاجی کام کی باضابطہ ابتداء مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست میں ہوئی۔

7- غزوہ خندق میں حفاظتی حصار

شوال 5 ہجری میں بیرونی حملہ آوروں نے مدینہ کی آبادی پر یلغار کی تو مدینہ منورہ کے اجتماعی دفاع کے لیے آپ ﷺ نے صحابہؓ کے مشورہ کے ساتھ مدینہ کے گرد حملہ سے بچنے کے لیے خندق کھدوائی جس میں آپ ﷺ نے خود بھی حصہ لیا۔ خندق کھونے کا کام سخت تھا کہ جس میں پھرلوں کو توڑ کے آگے بڑھا جاسکتا تھا لیکن جانشراں نبوت نے اس اجتماعی مفاد کے کام میں یہ سخت مشکل مرحلہ بھی عبور کر لیا۔ خندق کی کھدائی کے دوران آپ ﷺ یہ اشعار پڑھتے:

اللَّهُمَّ لَا يَعِيشُ إِلَّا عِيشَ الْآخِرَةِ فَاغْفِرْ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ
وَاللَّهُ لَوْلَا اللَّهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَإِنْزِلْنَ فَسَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتْ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَنَا
إِنَّ الْأُلَىٰ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبْيَنَا
وَرَفَعَ بَهَا صَوْتَهُ: أَبْيَنَا أَبْيَنَا^(۳)

”یا اللہ زندگی تو اصل میں آخرت کی ہی زندگی ہے۔ سو انصار اور مہاجرین پر رحم فرم۔ یا اللہ! اگر تو ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ ہم پر سکینت نازل فرم۔ اگر

¹- نسائی، احمد بن شعیب، السنن، کتاب الاحباس، باب وقف المساجد، مکتبۃ المطبوعات الاسلامیۃ، حلب، 1406ھ، رقم الحدیث: 3606

²- البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکاة علی الاقارب، رقم الحدیث: 1461

³- البخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ الخندق وہی الاحزاب، رقم الحدیث: 4098، 4104

دشمن سے مدد بھیڑ ہو جائے تو ثابت قدم رکھ۔ ان لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہے جب یہ لوگ فتنے میں ڈالنے کا رادہ کریں گے تو ہم انکار کریں گے۔“

آخری لفظ کو سب مل کر برابر کہتے آئینا ایسا۔ یہ تمام عمل اہل مدینہ کے تحفظ اور اجتماعی فلاج کے لیے تھا۔

8- حاجت مندوں کی خدمت کی ترغیب

معاشرے میں نادر اور مفلس لوگوں کے لیے فلاجی اقدامات کی ضرورت ریاستی و انفرادی طور پر از بس ضروری ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کے ایسے اقدامات و ترغیبات قیامت تک کے لیے آنے والی انسانیت کے لیے ایک نمونہ ہے کہ کس طرح آپ ﷺ نے اپنی ہدایات کے ذریعے مدینہ کی ریاست کو ایک فلاجی ریاست کا اعلیٰ نمونہ بنایا۔

حضرت جیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن صبح کے وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ مضر قبیلے کے کچھ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ لوگ بندگے پاؤں، بندگ بدن اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور گلے میں تلواریں لٹکائے ہوئے تھے۔ ان کے بھوک و افلاس کی یہ حالت دیکھ کر آپ ﷺ کا چہرہ مبارک دُکھ سے متغیر ہو گیا۔ آپ ﷺ اپنے گھر میں گئے، پھر جلد ہی واپس باہر تشریف لے آئے اور حضرت بلاں رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے اذان اور پھر اقامت کی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور لوگوں سے خطاب کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنا یا اور ان

دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلادیے۔ اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم

ایک دوسرے سے اپنے حق مالگتے ہو اور رشتہ و قربت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو اور

یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے سورۃ الحشر کی یہ آیت تلاوت کی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدِ وَاتَّقُوا

اللَّهَ﴾⁽¹⁾ ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا سماں

کیا ہے، اللہ سے ڈرتے رہو۔“

پھر فرمایا: ہر شخص اپنے دینار و درہم سے، اپنے کپڑوں سے، گندم کے صاع اور کھجور کی مقدار سے صدقہ کرے یہاں تک کہ کھجور کا ٹکڑا اسی کیوں نہ ہو۔“

اس کے بعد انصار کا ایک شخص رقم کی تحلیل کر آیا جس سے اس کے ہاتھ تحکر ہے تھے۔ پھر سامان لانے والوں کا تانتابندھ گیا اور کھانے کی اشیاء اور کپڑوں کے دو بڑے ڈھیر لگ گئے اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی و سرور سے سونے کی طرح چمکتا ہوا دیکھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنْتَةً حَسَنَةً، فَعُمِلَ بَهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بَهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنْتَةً سَيِّئَةً، فَعُمِلَ بَهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرٍ مَنْ عَمِلَ بَهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُوْزَارِهِمْ شَيْءٌ^(۱)

”جس شخص نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالا اور اس کے لیے اس کا اجر ہے اور ان لوگوں کا بھی اجر ہے جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے اور ان پر عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اور جس شخص نے اسلام میں کوئی برا طریقہ رانج کیا تو اس پر اس کا گناہ ہو گا اور ان لوگوں کا بھی گناہ ہو گا جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے اور ان سے گناہوں میں کچھ بھی کمی نہیں کی جائے گی۔“

فلاح و بہبود کی مذکورہ صورت حال اور بنیادی تصورات ہمیں مدینہ کے اسلامی معاشرے سے بخوبی دکھائی دیتے ہیں۔

9۔ لوگوں کی مالی حالت کا خیال رکھنا

مال انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ انسانی میشست سے ہی امور زندگی مرتب ہوتے ہیں اور اس پر اختصار کر کے وہ اپنے دنیاوی معاملات سرانجام دیتا ہے۔ معاشرے میں افلاس و غربت اور ناداری کا حل اجتماعی یا انفرادی طور پر فلاجی تدبیر پر عمل کرتے ہوئے مالی معاونت کرواج دینا ہوتا ہے کہ مال انسان کی بقا کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُّ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا﴾^(۲)

”اور تم بے وقوفوں کو ان کے مال حوالے نہ کرو جن کو اللہ نے تمہارے قیام کا ذریعہ بنایا۔“

¹-مسلم، الجامع الصحيح، كتاب الكسوف ، باب الحث على الصدقة رقم الحديث: 1017

²- النساء: 5:4

آپ ﷺ نے فرمایا:
کاد الفقر أَن يَكُون كَفْرًا^(۱)

”تنگ دستی وفاقة انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔“

بائی مالی ضرورتوں کے پورا کرنے کا اعلیٰ نمونہ دیکھنا ہو تو مدینہ میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے جاثر صحابہ کی زندگی کو دیکھا جاسکتا ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ دور تک بیت المال کی بکریوں کا روڑ پھیلا ہوا ہے۔ اس نے آپ ﷺ سے بکریاں دینے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے سب کی سب دے دیں۔ اس شخص نے اپنے قبیلے میں جا کر کہا: (يَا قَوْمَ أَسْلَمُوا، فِإِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءً لَا يَنْخَسِي الْفَاقَةَ)^(۲) ”لوگو! اسلام قبول کرو، محمد (ﷺ) ایسے فیاض ہیں کہ مفلس ہو جانے کی پرواہ نہیں کرتے۔“

آپ ﷺ کی مدنی زندگی معاشرے میں مالی تعاون کے اقدامات کا بہترین نمونہ ہے اور اس کی مذکورہ مثال کی طرح درجنوں مثالیں ہیں۔ آپ ﷺ کا لوگوں کے متعلق اس روایہ کا اندازہ اس طور لگایا جاسکتا ہے کہ جو تنگ دست شخص آپ ﷺ کی خدمت حاضر ہوتا اگر آپ ﷺ کے پاس کچھ سرمایہ موجود ہوتا تو اس کو کچھ نہ کچھ ضرور عطا کرتے ورنہ وعدہ فرمائیتے۔

مذکورہ بالا تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ اگر معاشرے میں افلas و ناداری کا خاتمه اور امن و آشنا کو روایج دینا ہے تو اس کے لیے مدینہ میں اسلامی معاشرے کو سامنے رکھنا از حد ضروری ہے کہ جس میں آپ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ نے فلاج معاشرہ کی بنیادیں فراہم کیں جن پر عمل کر کے قیامت تک کے لیے آنے والی انسانیت فیض یاب ہو سکتی ہے۔

نتیجہ بحث

اسلام کا تصور فلاج اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے انسانیت کی خدمت ہے اور یہی مطبع نظر اسلام کے ہر نام یو اکا ہونا چاہیے کیونکہ ان کے سامنے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی اسوہ ہے اور عہد رسالت میں فلاج انسانیت کے مظاہر

¹-المتقى الهندي، علي بن حسام الدين، كنز العمال، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1981ء، 6:492

²-مسلم، الجامع الصحيح، كتاب الفضائل، باب ما سئل رسول الله ﷺ شيئاً فقط فقال لا و كثرة عطائه، رقم الحديث: 2312

ہمیں آپ ﷺ کے کمی و مدنی ادوار میں جا بجائتے ہیں۔ آپ ﷺ نے مدینہ میں فلاح انسانیت کے ایسے اقدامات کیے جو عالم انسانیت کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ فلاح معاشرہ کے لیے مدینہ میں ہونے والے اقدامات کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو دنیا میں ہر طبقہ کے لیے اس میں اصلاح و فلاح معاشرہ کا اوس سامان مل سکتا ہے۔